حبیب الرحمٰن ہزاروی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جذبہ اتباع

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (4/ النسآء: 65)

"پس تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ آپ کو حاکم مانیں جس چیز میں اُن کے درمیان اختلاف ہو جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو آپ نے فیصلہ کیا اور وہ تسلیم کر لیں پوری طرح تسلیم کرنا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر مومن کے تین وصف بیان کیے ہیں:

ا: کسی بھی اختلاف کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے پاس فیصلے کے لیے نہ جایا جائے۔

۲: آپ جو فیصلہ فرما دیں اُس پر دل میں کسی بھی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔

۳: اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوا جائے۔

اس مختصر سے مضمون میں تیسرا وصف بیان کرنا ہی ہمارا مقصود ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہوا تھا۔ وہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات بھی سنتے تو فوراً اسے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔

ع مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ مصطفیٰ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

کتب احادیث میں موجود بے شمار ایسی مثالوں میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں:

1) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)) قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ،

ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا۔ (صحيح البخاري :6647، صحيح مسلم: 1646)
''اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء واجداد کی قسمیں کھاؤ۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ بات) سنی ہے تو میں نے کبھی (آباء واجداد) کی قسم نہیں کھائی، نہ تو اپنی بات کرتے ہوئے اور نہ کسی دوسرے کی بات کو نقل کرتے ہوئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا کہ ایک ہی دفعہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی، پھر ساری زندگی اس پر عامل رہے اور جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع کیا تو آپ ساری زندگی اس کے قریب بھی نہیں گئے۔

۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((**عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ**)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ. (صحيح مسلم: 601)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: '' اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟'' اُس آدمی نے کہا: میں نے، اے اللہ رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس کے لیے تعجب ہوا کہ ان (کلمات) کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (کلمات کی فضیلت) کے بارے میں سنا ہے تو میں نے انھیں کبھی ترک نہیں کیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بڑے ہی متبع سنت صحابی تھے۔ جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی تو فوراً عمل پیرا ہو گئے، پھر کبھی اس سے انحراف بھی نہیں کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ))، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي. (صحیح مسلم: 1627)

''کسی مسلمان کو یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس وصیت کی کوئی چیز موجود ہو اور وہ تین راتیں گزارے مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، اس دن سے میری ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت نہ ہو۔

۳) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ أُدُمٍ؟)) فَقَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: ((فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدُمُ))، قَالَ جَابِرٌ: فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ طَلْحَةُ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ. (صحیح مسلم: 2052)

طلحہ بن نافع رحمہ اللہ نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور اپنے گھر کی طرف لے گئے، پھر آپ کے پاس روٹی کے چند ٹکڑے لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا کوئی سالن ہے؟'' انھوں (گھر والوں) نے کہا: نہیں سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً سرکہ بہترین سالن ہے۔''

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے سرکے سے متعلق

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، اس وقت سے میں سرکے کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ طلحہ بن نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے سرکے کے بارے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، تب سے میں (بھی) سرکے کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سرکے کو بہترین سالن قرار دیا ہے، چنانچہ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا تو آپ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے آپ نے سرکے کے ساتھ محبت اور سرکے کو پسند کرلیا اور اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے جب اس حدیث کو طلحہ بن نافع رحمہ اللہ نے سنا تو انھوں نے بھی حدیث کی محبت ہی کی وجہ سے سرکے کو پسند کرلیا۔

ایسا جذبہ صحابہ وتابعین میں تھا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کو سنتے تو فوراً ان احادیث کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو جایا کرتے تھے۔

4) سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالُوا: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيَظْلِمُونَنَا ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ)) قَالَ جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ ، مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ . (صحیح مسلم: 989)

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند اعرابی (دیہاتی) آئے اور کہنے لگے: بعض زکاۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے زکوۃ وصول کرنے والوں کو راضی کیا کرو۔''

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے، تب سے میرے پاس سے جو کوئی زکوۃ وصول کرنے والا گیا تو وہ راضی ہی گیا۔

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، يَقُولُ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ، قَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، وَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللهِ

وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَالوَقَارِ، وَالسَّكِينَةِ، حَتَّى يَأْتِيَكُمْ أَمِيرٌ، فَإِنَّمَا يَأْتِيكُمُ الآنَ. ثُمَّ قَالَ: اسْتَعْفُوا لِأَمِيرِكُمْ، فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ العَفْوَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: أُبَايِعُكَ عَلَى الإِسْلاَمِ فَشَرَطَ عَلَيَّ: وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا، وَرَبِّ هَذَا المَسْجِدِ! إِنِّي لَنَاصِحٌ لَكُمْ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ. (صحيح البخاري: 58)

زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا: جس دن سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو وہ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: تم اللہ وحدہ لاشریک کے تقویٰ کو لازم پکڑو اور تحمل واطمینان سے رہو حتیٰ کہ کوئی حاکم (بن کر) آجائے کیونکہ وہ آنے والا ہے پھر انھوں نے فرمایا: اپنے مرنے والے حاکم کے لیے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ بھی معافی کو پسند کرتا تھا، پھر کہا: اس کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے شرط چاہی۔ پس میں نے اس شرط پر آپ سے بیعت کر لی۔ اس مسجد کے رب کی قسم! میں تمھارا خیر خواہ ہوں، پھر استغفار کیا اور منبر سے اتر آئے۔

اس اثر میں سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس شرط کا تقاضا ان سے کیا وہ اسی پر قائم رہے اور ہمیشہ لوگوں کی خیر خواہی کو پسند کیا۔